The Methodology of Imām Abū Dāwūd in Narrating the *Sanad* in His *Sunan*

Masood Qasim[❁]
Muhammad Tahir Zia[❁]

ABSTRACT

Ḥadīth is the record of the life of the holy Prophet (peace be upon him). The scholars of *ḥadīth*s took great pains to preserve his sayings and report his actions. *Sunan* of Abū Dāwūd is considered one of the six most authentic books of *ḥadīth*s. Imām Abū Dāwūd devoted most of his life to the compilation of this book. He formulated rules for acquisition and dissemination of *ḥadīth*, a process known as *al-akhdh wa 'l-taḥdīth* in the field of *ḥadīth* sciences. These rules are found in an epistle – later known as *Risālah ilā Ahl Makkah fī Waṣf Sunanih* – that he had written to the people of Makkah. While taking into account the rules Imām Abū Dāwūd formulated for acquisition and dissemination of *ḥadīth*, the present paper discusses various aspects of the methodology that he adopted and applied while compiling the *Sunan*.

❁ Lecturer, Department of Islamic Studies, Faculty of Sciences, University of Agriculture, Faisalabad. (hafizqasim@uaf.edu.pk)
❁ Visiting Lecturer, National Textile University, Faisalabad.

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کا السنن میں سند بیان کرنے کا منہج

مسعود قاسم ۞
محمد طاہر ضیاء ۞

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **السنن** کتبِ متونِ احادیث میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ فقہی ترتیب پر مدون شدہ یہ کتاب امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کرکے تدوین کی ہے۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی احادیث اپنے اساتذہ سے کس طرح حاصل کیں اور پھر انھیں اپنے شاگردوں کو کس طرح پہنچایا؟ اس کے لیے باقاعدہ اصول وضوابط مقرر کیے۔ مجالِ حدیث میں اس طریقے کو اخذ و تحدیث کہا جاتا ہے۔

امام ابو داود کی السنن میں اخذِ حدیث کی شرائط

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اہل مکہ کی طرف لکھے گئے اپنے مکتوب میں اخذ حدیث کی شرائط کی وضاحت کرتے ہیں۔ یہ رسالہ **سنن أبي داود** کے لیے مقدمے کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کے ان شرائط ذکر کرنے کے باوجود علما ان شرائط کے متعلق اختلاف کرتے ہیں۔ اس مقالے میں خود امام موصوف کی ذکر کردہ شرائط اور **سنن أبي داود** کی عملی تطبیق سے ان شرائط کا جائزہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

ہر باب میں صحیح ترین روایات ذکر کرنا

اس شرط کے بارے میں خود امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فإنكم سألتم أن أذكر لكم الأحاديث التي في كتاب (السنن):أهي أصح ما عرفت في هذا الباب؟...فاعلموا أنه كذلك كله."[1] (اگر تم سوال کرو کہ سنن میں ذکر کردہ احادیث کی صحت کا معیار کیا ہے؟ تو میں جواب دوں

۞ لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونی ورسٹی آف ایگری کلچر، فیصل آباد۔(hafizqasim@uaf.edu.pk)
۞ وزٹینگ لیکچرر، نیشنل ٹیکسٹائل یونی ورسٹی، فیصل آباد۔(drmuhammadtahirzia@gmail.com)

۱– سلیمان بن اشعث ابوداود، **رسالة إلى أهل مكة في وصف سننه**، ت: محمد محمدی بن محمد بن جمیل نورستانی (کویت: مکتب الشؤون الفنية، ۲۰۰۸ء)، ۱۸۵۔

گا، میری دانست کے مطابق جو سب سے زیادہ صحیح ہے، میں نے اسے باب میں ذکر کیا ہے۔)

معروف و مشہور روایات کا ذکر کرنا

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں: "والأحاديث التي وضعتها في كتابي (السنن)، أكثرها مشاهير، وهي عند كل من كتب شيئًا من الحديث." (جو احادیث میں نے سنن میں لکھی ہیں اکثر و بیشتر معروف و مشہور ہیں حتی کہ احادیث سے ادنی واقفیت والا بھی اسے جانتا ہے۔) پھر لکھتے ہیں: "فإنه لايحتج بحديث غريب، ولو كان من رواية مالك ويحيى بن سعيد القطان والثقات من أئمة العلم...الخ "[۲] (انھوں نے غریب حدیث سے استدلال نہیں کیا، اگرچہ وہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، یحیی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اور ثقہ نامور اہل علم میں کیوں نہ ہوں۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی غریب درجہ کی حدیث سے استدلال کرے حالاں کہ وہ کسی شاذ غریب کو حجت نہیں مانتا، پھر بھی اس پر طعن کرنے والے بہت ہوں گے، لیکن مشہور حدیث جو متصل اور صحیح کے درجہ میں ہو، کوئی اس پر قدغن نہیں لگا سکتا، اور اسی سلسلے میں علامہ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین غریب حدیث کا ذکر مکروہ سمجھتے ہیں۔)

متروک راویوں سے حدیث نہ لینا

سنن أبي داود کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں کوئی متروک روایت مذکور نہیں ہے۔ اس شرط کے بارے میں امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مذکورہ رسالے میں تحریر کیا ہے: "وليس في كتاب "السنن" الذي صنفته عن رجل متروک الحديث شيئ، و إذا كان فيه حديث منكر، بينت أنه منكر وليس على نحوه في الباب غيره..."[۳] (وہ سنن جو میں نے تصنیف کی ہے، اس میں کوئی متروک الحدیث راوی نہیں ہے۔) اگر کوئی حدیث منکر درجے کی ہو تو میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں، نیز کسی باب میں اگر کوئی منکر حدیث ہو تو وہ ایک سے زائد نہ ہو گی۔)

۲۔ نفس مصدر، ۱۹۰– ۱۹۱۔

۳۔ نفس مصدر، ۱۸۶۔

مقبول حدیث کا التزام کرنا

السنن کا یہ بھی خاصہ ہے کہ اس میں مقبول احادیث کا اہتمام کیا گیا ہے۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ذكرت الصحيح وما يشبهه وما يقاربه"[۴] (میں نے **سنن** میں صحیح اور صحیح سے قریب ترین احادیث ذکر کی ہیں۔) اس شرط سے **السنن** کے معیار صحت پر روشنی پڑتی ہے، اسی کا اظہار امام بقاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے کہ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے کہ **سنن أبي داود،** صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ اور حسن لذاتہ پر مشتمل ہے۔[۵]

مرسل حدیث کا ذکر کرنا

یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس باب میں کوئی اور حدیث نہ ہو تو امام صاحب موضوع سے متعلقہ مرسل حدیث ذکر کرتے ہیں، فرماتے ہیں: " فإن لم يكن مسند ضد المراسيل، ولم يوجد المسند: فالمرسل يحتج به، وليس هو مثل المتصل في القوة."[۶] (اگر کسی جگہ مسند حدیث نہ ہو تو مرسل قابل حجت ہوتی ہے، اگرچہ وہ قوت میں متصل جیسی نہیں ہوتی۔)

مزید فرماتے ہیں: "وإن من الأحاديث في كتابي السنن ما ليس بمتصل، وهو مرسل و مدلس..."[۷] (سنن میں کچھ روایات ایسی ہیں جو متصل نہیں ہیں جو یا تو مرسل ہیں یا مدلس۔ ان کا ذکر اس وقت ہوتا ہے جب محدثین کے ہاں ذکر کردہ صحیح متصل حدیث نہ مل سکے۔)

کم زور احادیث کا ذکر کرنا

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایسی حدیث کو ذکر کرنے کے بعد اس کی علت و کم زوری بھی ذکر کر دیتے ہیں؛ وہ

۴- ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی، **تاريخ مدينة السلام وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها**، ت، بشار عواد (بیروت: دار الغرب الإسلامي، ۲۰۰۱ء)، ۹: ۵۷۔

۵- نواب صدیق حسن خان، **الحطة في ذكر الصحاح الستة** (بیروت: مكتبة التعليمية، ۱۹۸۵ء)، ۲۱۸۔

۶- ابوداود، **رسالة**، ۱۸۶۔

۷- نفس مصدر، ۱۹۸۔

فرماتے ہیں: ”وما كان في كتابي من حديث فيه وهن شديد فقد بينته...“[۸] (میری کتاب میں موجود حدیث میں اگر کوئی شدید کم زوری ہوتی ہے تو میں اس کی ضرور وضاحت کر دیتا ہوں۔)

سوال یہ ہے کہ آیا امام صاحب نے اپنی اس شرط کا لحاظ رکھا ہے؛ اس حوالے سے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”فقد وفى - رحمة الله - بذلک حسب اجتهاده وبين ما ضعفه شديد...“[۹]

(امام موصوف نے حتی الوسع اس کی کوشش کی ہے اور روایات میں موجود شدید ضعف اور کم زوری کو بیان کیا ہے۔ جو روایت راوی کے اعتبار سے ضعف کا باعث ہو، اس سے تو امام صاحب خاموش نہیں، ایسے راوی کا ضعف ضرور بیان کرتے ہیں۔ خال خال ایسا ہوتا ہے کہ حدیث کی شہرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سے خاموشی اختیار کرتے ہیں۔)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کے قول (کہ میں نے شدید درجے کی ضعیف روایت کے ضعف کی بھی نشان دہی کی ہے) سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جس میں کم درجے کا ضعف ہو اسے بیان نہیں کیا ہے۔“[۱۰]

سند یا متن میں منکر پائے جانے کی مثال وہ حدیث ہے جو انھوں نے اپنے شیخ محمد بن اسماعیل بن ابی سمینہ البصری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی ہے، فرماتے ہیں: ”حدثنا معاذ حدثنا هشام عن يحيى عن عكرمة عن ابن عباس قال...“ پھر فرماتے ہیں: ”میرا گمان ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سترہ کے بغیر نماز پڑھے تو کتا، گدھا، خنزیر، یہودی، مجوسی، اور عورت کا سامنے سے گزرنا نماز توڑ دے گا اور اگر یہ سب ایک پتھر پھینکنے کی مقدار تک سے گزریں تو کوئی حرج نہیں۔“ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کے بارے میں میرے دل میں کچھ کھٹکا تھا، جس کا اظہار میں ابراہیم وغیرہ سے کرتا تھا۔ میرے خیال کے مطابق کوئی راوی ہشام سے روایت نہیں کرتا اور نہ ہی اسے چاہتا ہے۔ میرے خیال کے

۸۔ نفس مصدر، ۱۸۸۔

۹۔ شمس الدین الذہبی، **سير أعلام النبلاء** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۱ء)، ۱۳: ۲۱۴-۲۱۵۔

۱۰۔ ابن حجر عسقلانی، **النكت على كتاب ابن الصلاح**، ت، ربیع بن ھادی عمیر المدخلی (مدینہ منورہ: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، ۱۹۸۴ء)، ۴۳۵۔

مطابق یہ ابن ابی سمینہ کا وہم ہے۔ ان کا نام محمد بن اسماعیل بصری رحمۃ اللہ علیہ ہے جو بنو ہاشم کے مولیٰ تھے۔ حدیث میں مجوسی کا ذکر ہے، نیز پتھر پھینکنے کی مقدار، خنزیر کا ذکر بھی نکارت سے خالی نہیں۔ میں نے یہ حدیث صرف احمد بن اسماعیل بن ابی سمینہؒ سے سنی ہے، مجھے شک ہے کہ اسے وہم ہوا، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے حافظے سے روایات بیان کرتے تھے۔(۱۱)

سنن أبي داود کی احادیث کے درجات

سنن کی احادیث کا درجہ

علماے فن نے اجمالی طور پر سنن أبي داود کی روایات کو حسن درجے کا قرار دیا؛ تاہم یہ اجمالی اور کلی حکم ہے۔ جزئی اعتبار سے دیکھا جائے تو اس میں تفصیل ہے جسے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا ہے۔ انھوں نے سنن کی روایات کو حسب ذیل درجات میں تقسیم کیا ہے:

۱– امام بخاری و مسلم کی ذکر کردہ روایات

سنن کی روایات کی پہلی قسم امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ ہے جنھیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے روایت کیا ہے۔

یہ روایات حجت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ سنن أبي داود کے نصف حصے کے قریب انھیں پر مشتمل ہے۔ وہ احادیث جو شیخین نے سنن کی احادیث سے لیں، ان کی تعداد ۹۰۹ ہے۔

۲– امام بخاری یا امام مسلم کی ذکر کردہ روایات

دوسری قسم علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تقسیم کے مطابق، ان احادیث کی ہے جنھیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ ان میں حجت کے اعتبار سے یہ دوسرے درجے کی ہیں:

- جن کو صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا، ان کی تعداد ۳۸۵ ہے۔
- جن کو صرف امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا، ان کی تعداد ۶۷۰ ہے۔

۱۱– محمد الصباغ، ” أبو داود: حیاته وسننه“، **مجلة البحوث الإسلامية**، ریاض، ۱:۱ (۱۳۹۵ھ)، ۳۰۱۔

- جنھیں امام بخاری ؒ و مسلم ؒ دونوں نے ،یا انفرادی طور پر تخریج کیا، مجموعی طور پر ان کی تعداد ۱۹۶۴ ہے۔

۳- علت اور شذوذ سے محفوظ

تیسرے درجے میں وہ روایات ہیں جنھیں امام بخاری ؒ یا مسلم ؒ نے اپنی کتب میں ذکر نہیں کیا، لیکن وہ کسی قسم کی علت اور شذوذ سے محفوظ ہیں۔

۴- دوہری سند سے مروی روایات

چوتھے درجے میں وہ روایات ہیں جو دوہری سند سے مروی ہوں، اگرچہ ان میں کم زوری ہو۔ایسی روایت کو علما نے قابل حجت قرار دیا ہے اور اس کی سند کو قابل قبول تسلیم کیا ہے۔

۵- ضعیف روایات

پانچویں درجے کی روایات وہ ہیں جن میں راوی کے حافظے کی کم زوری کی وجہ سے اسناد کو ضعیف شمار کیا گیا ہے۔یہی وہ روایات ہیں جن پر امام صاحب بلا تبصرہ گزر جاتے ہیں۔

۶- حافظے میں کمی کی وجہ سے ضعف

چھٹے درجے پر ایسی روایات ہیں جن کا ضعف راوی کے حافظے کی کمی کی وجہ سے شدید ہوتا ہے۔یہاں امام صاحب اس کا ضعف ذکر کیے بغیر نہیں گزرتے ،ہاں کبھی کبھار کسی حدیث کے ضعف یا نکارت کے سبب سکوت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔[۱۲]

کتاب کے عمومی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ذہبی ؒ کی ذکر کردہ یہ تفصیل راجح اور درست ہے۔ہاں چند باتیں قابل توجہ ہیں، جیسا کہ امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کی ذکر کردہ روایات کو نصف کتاب کہنا، حالاں کہ پہلے اور دوسرے درجے کی کل روایات صرف ۱۹۶۴ ہیں۔ہاں اگر یہ کہا جائے کہ **سنن أبي داود** کا نصف حصہ ان روایات پر مشتمل ہے جو **بخاری و مسلم** میں ہیں یا کسی ایک میں ہیں، یا ان دونوں کی شرط پر ہوں یا کسی ایک کی شرط پر ہوں تو درست ہو گا۔ نیز امام ذہبی ؒ کی ذکر کردہ تفاصیل اس اعتبار سے درست ہوں گی کہ امام

۱۲- الذہبی، سیر،۱۳: ۲۱۴- ۲۱۵۔

ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کون سی روایت صلاحیت کے اعتبار سے راجح ہے، جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اس تفصیل سے سنن أبي داود میں موجود ضعیف روایات کی نشان دہی بھی ہوتی ہے، جن کی تعداد علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ۱۰۴۲ ہے۔

عدالت اور ضبط کے اعتبار سے سنن أبي داود کے راویوں کے طبقات

مندرجہ بالا بحث احادیث کے درجات سے متعلق تھی۔ سنن أبي داود کے حوالے سے ایک دوسری بحث اس کے راویوں کے احوال کے اعتبار سے ہے۔ امام شہاب الدین زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سنن کے راویوں کو پانچ درجات میں تقسیم کیا ہے۔ امام ابو بکر محمد بن موسیٰ الحازمی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۸۴ھ) نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان طبقات کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

- طبقہ اولیٰ، جن پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے۔ یہ صحت کے انتہائی اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔
- دوسرے طبقے کے راوی عدالت میں پہلے سے کم نہیں، فرق صرف یہ ہے کہ پہلا طبقہ حفظ و اتقان کا مرقع اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لمبی مصاحبت رکھتا ہے، حتی کہ ان میں ایسے راوی بھی ہیں جو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے سفر کے ساتھی اور حضر کے مصاحب ہیں، جب کہ دوسرے طبقے کے راویوں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارا، انھوں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سے تعلق کم رکھا ہے۔ وہ پختگی میں پہلے سے کم شمار ہوتے ہیں۔ یہ وہی راوی ہیں جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر پورا اترتے ہیں۔
- تیسرے طبقے میں وہ راوی ہیں جو پہلے طبقے کی طرح امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے مصاحب تو رہے، لیکن ان پر جرح بھی ہوئی۔ ان راویوں کے قبول و رد کے بارے میں تردد ہے، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت لیتے ہیں۔
- چوتھے طبقے کے راوی وہ ہیں جو جرح و تعدیل میں تیسرے طبقے کے ساتھ شریک ہیں، لیکن امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو بہ کثرت روایت نہیں کرتے۔ اس کا سبب امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے مصاحبت کا زیادہ نہ ہونا ہے۔ ایسے راویوں سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث لیتے ہیں۔
- پانچویں طبقے میں ضعفا اور مجہولین راوی پائے جاتے ہیں۔ اس طبقے کی روایات شیخین کے علاوہ

دیگر ائمہ، جیسے ابو داود رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بطور استشہاد ذکر کرتے ہیں۔[۱۳]

درج بالا ذکر کردہ طبقات سے امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ پہلے اور دوسرے طبقے کی احادیث بالاستیعاب ذکر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے **سنن أبي داود** کا نصف حصہ شیخین یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرط کے مطابق احادیث کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں تیسرے درجے سے ان راویوں کی احادیث ذکر کی ہیں جن کی روایت ان کے ہاں راجح ہے اور یہی ان کی شرط ہے۔ کبھی کبھار چوتھے طبقے کے مقبول راویوں کی احادیث بھی لے لیتے ہیں، جب کہ پانچویں طبقے سے قطعاً حجت نہیں پکڑتے، صرف کسی حدیث کی تقویت کے لیے بہ طور استشہاد و اعتبار اسے ذکر کر دیتے ہیں۔ باقی وہ راوی جو متروکین کے زمرہ میں آتے ہیں، امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ ان سے احادیث ذکر نہیں کرتے؛ نہ اصالتاً اور نہ ہی بطور تقویت استشہاد، جیسا کہ انھوں نے اہل مکہ کی طرف لکھے گئے اپنے رسالے میں کہا ہے کہ وہ اپنی کتاب میں کسی متروک الحدیث راوی سے کچھ نہیں لیتے۔[۱۴]

علامہ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "إن شرط أبي داود والنسائي إخراج أحاديث قوم لم يجمع على تركهم."[۱۵] (امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی شروط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ایسے راویوں کی حدیث نہ لی جائے جن کے ترک پر قوم یک جا ہو۔)

سنن أبي داود میں ضعیف حدیث ذکر کرنے کا سبب

سنن أبي داود میں ضعیف راوی بھی پائے جاتے ہیں جس کی حسب ذیل وجوہ ہو سکتی ہیں:

الف) امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں جملہ احکام فقہیہ کی روایات لانا چاہتے تھے، لہٰذا احکام سے متعلق ضعیف روایت بھی ذکر کر دی گئیں۔

ب) امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ ضعیف حدیث کو کسی کی رائے یا قیاس سے بہتر خیال کرتے ہیں، بشرطے کہ ضعف شدید درجے کا نہ ہو۔

۱۳۔ ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی، **شروط الأئمة الخمسة** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۴ء)، ۱۵۲۔ ۱۵۵۔

۱۴۔ ابو داود، **رسالة**، ۱۸۶۔

۱۵۔ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی، **شروط الأئمة الستة** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۴ء)، ۸۹۔

ج) امام صاحب ضعیف حدیث، اس کے ضعف کی وضاحت کے لیے بیان کرتے ہیں۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جو امام صاحب نے باب النهي عن التلقين کے تحت ذکر کی ہے، وہ ابو اسحاق کی سند سے 'عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ' بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "يا علي! لا تفتح على الامام في الصلاة" (اے علی رضی اللہ عنہ! نماز میں امام کو لقمہ نہ دو)۔[۱۶]

پھر امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار احادیث سنی ہیں، یعنی حدیث منقطع ہے۔ نیز خود حارث ضعیف بھی ہے، لہذا حدیث مزید ضعف کا شکار ہو گئی۔ اس باب میں اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث بیان نہیں کی۔ امام صاحب کے سببِ ضعف بیان کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ضعیف حدیث کیوں بیان کرتے ہیں۔[۱۷]

سند بیان کرنے کا طریقِ کار

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیوخ یا اس سے اوپر محدثین کے بیان کردہ صیغ تحدیث کی وضاحت کرنے میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایسے انداز سے اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ ذرہ برابر ابہام کی گنجائش نہیں رہتی۔ اس سلسلے میں ان کا منہج درج ذیل ہے:

باریک بینی سے مشائخ کے صیغ تحدیث میں فرق کرنا

ہر شیخ کے صیغۂ تحدیث کو جدا جدا بیان کرنا

یہ انداز سنن أبي داود میں بہ کثرت پایا جاتا ہے۔ امام صاحب کے اس طریقِ کار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مشائخ کے درمیان اختلاف کو ظاہر کرنے کے لیے اسے استعمال کرتے ہیں۔ اس کی مثال باب المواضع التي نهى عن البول فيها کے تحت ذکر کردہ حدیث ہے جس میں امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حدثنا عبد الرزاق قال أحمد: حدثنا معمر، أخبرني أشعث وقال الحسن: عن أشعث عبدالله عن

۱۶- سلیمان بن اشعث ابوداود، **سنن أبي داود** (رياض: مكتبة دار السلام، ۱۹۹۹ء)، رقم: ۹۰۸۔

۱۷- مقدسی، **شروط الأئمة الستة**، ۹۱-۹۲۔

الحسن...الخ"[۱۸] یعنی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے صیغ تحدیث میں فرق کر دیا۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، أخبرني أشعث کہتے ہیں،جب کہ حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ عن أشعث کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔

حدثنا اورأخبرنا میں فرق کرنا

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ اس طرز بیان میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، کیوں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے ہیں : حدثنا فلان وفلان قال الأول: حدثنا، وقال الثاني: أخبرنا؛بالکل یہی انداز امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی مثال حدیث نمبر ۳۱۳۵ہے: "حدثنا أحمد بن صالح: حدثنا ابن وهب. وحدثنا سليمان بن داود المهري، أخبرنا ابن وهب- وهذا لفظه- أخبرني أسامة بن زيد الليثي، أن ابن شهاب أخبره أن أنس بن مالک حدثه: أن شهداء أحد لم يغسّلوا ودفنوا بدمائهم ولم يصل عليهم."[۱۹]

اسی طرح کی مثالیں احادیث رقم: ۴۰۸۷، ۴۳۷۳، ۳۸۸۵، ۳۸۲۹، ۳۶۵۱وغیرہ ہیں۔

دیگر صیغ تحدیث

- امام صاحب اپنی سنن میں دیگر صیغ تحدیث بھی استعمال کرتے ہیں اور ان کے تنوع اور فرق کو واضح کرتے ہیں۔ مثلاًوہ حدثنا اور حدثنی میں فرق واضح کرتے ہیں، جس کی مثال حدیث رقم ۳۹۸۸ہے:
  "حدثنا عثمان بن أبي شيبة وهارون بن عبدالله، قالا:حدثنا أبو اسامة، حدثني الحسن بن الحكم النخعي، حدثنا أبو سبرة النخعي...الخ"
- بعض اوقات امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کسی دوسرے کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں کہ اس کے سامنے حدیث پڑھی گئی۔اس کے لیے وہ قرئ علیه جیسے الفاظ لاتے ہیں،اس کی ایک مثال حدیث رقم ۳۲۸۸ ہے۔اس کی سند کے الفاظ ہیں: "حدثنا أبوداود قال: قرئ على الحارث بن مسكين- وأنا

۱۸- *ابوداود*،**سنن أبي داود**، كتاب الطهارة، باب المواضع التي نهى عن البول فيها،رقم: ۲۷۔

۱۹- *نفس مصدر*،أول كتاب الجنائز، باب الشهيد يغسل،رقم: ۳۱۳۵۔

شاهد- أخبركم ابن وهب، قال:أخبرني مالک، عن أبي الزناد...الخ"[۲۰]

- بسا اوقات امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں، لیکن سند کے درمیان میں کوئی ایک کلمہ مثلاً "ابن" چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر وضاحت کرتے ہیں کہ یہ کلمہ دراصل انھوں نے اپنے شیخ سے نہیں سنا، ہاں ان کے بعض اصحاب نے اس کلمہ کو اس شیخ سے سنا ہے، تاکہ سند متصل رہے۔[۲۱]
- بسا اوقات امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ ایک سے زائد شیوخ سے روایت لیتے ہیں اور ہر ایک کا صیغۂ تحدیث ذکر کر دیتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کرنے کے بعد آخر میں دوبارہ تاکیدی وضاحت فرما دیتے ہیں، جس کی مثال حدیث رقم ۲۰۷۱ ہے، جس میں فرماتے ہیں:" والإخبار في حديث أحمد"(حدیث احمد میں صیغہ إخبار ہے)، حالاں کہ وہ پہلے کہہ چکے ہیں:"حدثنا أحمد بن يونس وقتيبة بن سعيد المعنى، قال أحمد: حدثنا الليث،حدثنى عبدالله بن عبيدالله بن أبى مليكة القرشي التيمي... يريبني ما أرابها ويؤذيني ما آذاها، والإخبار في حديث أحمد."[۲۲]

صیغۂ تحمل حدیث بیان کرنے کے لیے تحویل کا استعمال

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ بعض مقامات پر تحمل حدیث کا صیغہ بیان کرنے کے لیے تحویل کا استعمال کرتے ہیں جس کے لیے ح کی علامت استعمال ہوتی ہے۔

اس کی مثال حدیث نمبر ۴۶۵۷ ہے: "حدثنا عمرو بن عون، قال: أخبرنا ح و أخبرنا مسدد، أخبرنا أبو عوانة عن قتادة، عن زرارة بن أوفى...الخ"اور مزید مثالیں احادیث رقم: ۴۳۶۶ اور ۴۳۷۱ ہیں۔

راویوں کا تعارف

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں راویان حدیث پر مختلف پہلوؤں سے کلام کرتے ہیں، جن کی نمایاں

۲۰- شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی، **بذل المجهود في ختم السنن لأبي داود**، ت، عبد الطیف بن محمد الجیلانی (رياض: مكتبة أضواء السلف، ۱۴۲۴ھ)، ۴۹۔

۲۱- نفس مرجع، ۴۹- ۵۰۔

۲۲- ابوداود، **سنن أبي داود**، أول كتاب النكاح، باب مايكره أن يجمع بينهنّ من النساء، رقم: ۲۰۷۱۔

صورتیں حسب ذیل ہیں:

الف) غیر معروف راوی کا مختصر تعارف ذکر کرنا

اس کی مثال حدیث رقم ۴۸۸۴ ہے، جس میں فرماتے ہیں:"يحيى بن سليم هذا هو ابن زيد مولى النبي ﷺ، وإسماعيل بن بشير مولى بني مَغَالة." (یحیی بن سلیم نبی ﷺ کے غلام زید کے بیٹے اور اسماعیل بن بشیر بنو مغالہ کے غلام ہیں۔)[۲۳]

ب) راوی کا نسب بیان کرنا

یہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی راوی کا دوسرے راوی سے التباس کا ڈر ہو جس کی مثال حدیث رقم ۳۰۸۲ ہے۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هذا يزيد بن خمير اليزني، ليس هو صاهب شعبة."(یہ یزید بن خمیر یزنی شعبہ کا شاگرد نہیں ہے۔) اور حدیث رقم ۳۸۱۸ میں ہے کہ "وأيوب ليس هو السختياني،" (ایوب سختیانی نہیں ہے۔) اور حدیث رقم ۳۸۲۸ میں ہے:"عن شريك هو بن حنبل" یہ شریک حنبل کا بیٹا ہے، تاکہ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر سے التباس نہ ہو۔ اسی طرح حدیث رقم ۵۰۳۲ میں ہے "عن أبي بشر ورقاء" یعنی بشر کے ساتھ ورقاء کا اضافہ کر دیا، تاکہ ابو بشر جو کہ ابن ابی وحشیہ کے نام سے معروف ہے، کے ساتھ التباس نہ ہو۔

ج) راوی کا مکمل نام ذکر کرنے والے شیخ کا تذکرہ کرنا

یہ انداز امام صاحب کے طریقِ تحدیث میں دقت نظر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس کی مثال حدیث رقم ۴۸۷۰ ہے، فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن العلاء و إبراهيم بن موسى الرازي، قالا:حدثنا أبو اسامة عن عمر- قال إبراهيم: بن حمزة بن عبدالله العمري- عن عبدالرحمٰن ابن سعد، قال...الخ"[۲۴]

یعنی ابراہیم نے عمر کا مکمل نام ذکر کر دیا۔ امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ یہ طریقۂ تحدیث کبھی کبھار التباس کا ڈر نہ بھی ہو تو اختیار

۲۳۔ نفس مصدر، کتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غيبة، رقم: ۴۸۸۴۔

۲۴۔ نفس مصدر، کتاب الأدب، باب في نقل الحديث، رقم: ۴۸۷۰۔

کر لیتے ہیں، جس کی مثال حدیث رقم ۴۷۰۱ میں ہے، فرماتے ہیں: "حدثنا مسدد، حدثنا سفيان(ح) وحدثنا أحمد بن صالح _ المعنى _حدثنا سفيان بن عيينة"[۲۵]

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ روایت میں موجود اپنے ایک شیخ احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل نام سے وضاحت کرتے ہیں۔ حالاں کہ اس کی ضرورت نہ تھی، کیوں کہ مسدد رحمۃ اللہ علیہ صرف سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔)

د) بسا اوقات امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ کسی راوی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، پھر کسی دوسری جگہ اس کی تعیین کر دیتے ہیں جس کی مثال حدیث رقم ۴۶۲ ہے، فرماتے ہیں: "وقال غيرعبدالوارث: قال عمر، وهو أصح." اور پھر ذکر کردہ غیر کی تعیین کہ وہ غیر اسماعیل بن ابراهیم بن علیّہ ہے۔[۲۶]

ھ) بسا اوقات امام صاحب کسی راوی کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ ان کی اس کتاب میں صرف یہی ایک روایت ہے جس کی مثال حدیث رقم ۱۰۳۶ ہے، جس میں جابر جعفی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں: "وليس في كتابي عن جابر الجعفي إلا هذا الحديث." (میری کتاب میں اس کی صرف یہی روایت ہے۔)[۲۷]

راوی پر حکم لگانا

کسی حدیث کا راوی اگر غیر معروف ہو تو امام صاحب اس کی توثیق یا اس پر جرح کے حسب ذیل مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں:

کسی دوسرے امام سے نقل کرنا

اس کی مثال حدیث رقم ۳۴۴۰ ہے، فرماتے ہیں: "حدثنا زهير بن حرب، أن محمد بن الزبرقان أبا همام حدثهم- قال زهير: وكان ثقة- عن يونس...الخ" اس سند میں محمد بن زبرقان کے

۲۵- نفس مصدر، كتاب السنة، باب في القدر، رقم: ۴۷۰۱۔

۲۶- نفس مصدر، كتاب الصلاة، باب اعتزال النساء في المساجد عن الرجال، رقم: ۴۶۲۔

۲۷- نفس مصدر، كتاب الصلاة، باب من نسي أن يتشهد وهو جالس، رقم: ۱۰۲۶۔

بارے میں امام زہیر رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کا تذکرہ ہے۔ دوسری مثال حدیث رقم ۴۹۶۴ ہے، فرماتے ہیں: "سمعت يحيى بن معين يُثني على محمد بن محبوب، ويقول: كثير الحديث." کہ امام یحییٰ، محمد بن محبوب کے بارے میں کثیر الحدیث کہتے ہیں۔

اپنی رائے کا اظہار

اس کی مثال حدیث رقم ۴۹۹۳ ہے جس میں مُهَنَّا أبي شبل راوی کا نام ہے۔ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "ثقة بصري"(یہ بصری ثقہ ہے)۔

الغرض مندرجہ بالا تمام نکات کی مثالیں **السنن** میں کثرت کے ساتھ موجود ہیں، یہاں صرف اختصار کی غرض سے ایک ایک، دو دو مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

خلاصۂ بحث

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ حدیث جمع کرنے کے ساتھ ساتھ راویوں کا تعارف، ان کی وثاقت اور ذہانت وفطانت جانچنے کے حوالے سے خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے نہ صرف **السنن** تدوین کی، بلکہ اس کی فقہی ترتیب، راویوں کا تعارف و شہرت اور بالخصوص روایات کے صحت وضعف کو بہت اہتمام سے بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ **السنن** کی اکثر روایات علت و شذوذ سے محفوظ ہیں۔ آپ کا یہ نادر منہج صرف **السنن** ہی میں پایا جاتا ہے۔ آپ نے صحیح و مقبول روایت لینے اور اسی بنا پر راویوں کی چھان پھٹک کا بھی اہتمام کیا ہے۔ آپ نے اپنے متقدمین (امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ) کے برعکس مرسل حدیث سے حتی الوسع احتراز کیا ہے؛ اگر لی ہے تو اس حوالے سے صراحت فرمادی ہے۔ اسی طرح عدالت وضبط کے اعتبار سے احادیث کی تقسیم ونشان دہی کرنا، حتیٰ کہ صیغِ اداے حدیث میں فرق واضح کرنا آپ کی باریک بینی اور دقیق و عمیق منہج کی عکاسی کرتا ہے۔